پہلا ٹائیٹل

الحمد للہ والمنۃ کہ رسالہ تالیف کردہ مجدد دوران
مسیح الزمان مرزا غلام احمد رئیس قادیان
موسومہ

حُجّۃ الاسلام

جس میں ڈاکٹر ایچ مارٹن کلارک صاحب اور بعض دوسرے عیسائی صاحبوں کو اس عظیم الشان دعوت کیلئے بلایا گیا ہے کہ دُنیا میں زندہ اور بابرکت اور آسمانی روشنی اپنے اندر رکھنے والا مذہب صرف اسلام ہی ہے جسکے ثبوت کے نشان اب بھی اسکے ساتھ ایسے ہی ہیں جیسا کہ پہلے تھے اور اس رسالہ میں یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ عیسائی مذہب تاریکی میں پڑا ہوا ہے اور زندہ مذہب کی علامتیں اسمیں موجود نہیں ہیں اور جو ۲۲ مئی ۱۸۹۳ء کو مباحثہ قرار پایا ہے اسکی ضروری شرائط بھی اس میں درج ہو کر معہ بعض اور اشتہارات کے جو شیخ محمد حسین بٹالوی وغیرہ کے متعلق ہیں۔

اتمام حجت کی غرض سے ۸ مئی ۱۸۹۳ء کو باہتمام شیخ نور احمد صاحب
مہتمم مطبع ریاض ہند امرتسر میں شائع ہوا

قَدۡ اَفۡلَحَ مَنۡ زَکّٰھَا[1]

کوئی اُس پاک سے جو دِل لگاوے　　کرے پاک آپ کو تب اُسکو پاوے

یہ تو ہر ایک قوم کا دعویٰ ہے کہ بہتیرے ہم میں ایسے ہیں کہ خدا تعالےٰ سے محبت رکھتے ہیں مگر ثبوت طلب یہ بات ہے کہ خدا تعالےٰ بھی اُن سے محبت رکھتا ہے یا نہیں۔ اور خدا تعالیٰ کی محبت یہ ہے کہ پہلے تو اُن کے دِلوں پر سے پردہ اُٹھاوے جس پردہ کی وجہ اچھی طرح انسان خدا تعالیٰ کے وجود پر یقین نہیں رکھتا۔ اور ایک دُھندلی سی اور تاریک معرفت کے ساتھ اس کے وجود کا قائل ہوتا ہے۔ بلکہ بسا اوقات امتحان کے وقت اسکے وجود سے ہی انکار کر بیٹھتا ہے۔ اور یہ پردہ اُٹھایا جانا بجز مکالمہ الٰہیہ کے اور کسی صورت سے میسر نہیں آسکتا۔ پس انسان حقیقی معرفت کے چشمہ میں اس دن غوطہ مارتا ہے جس دن خدا تعالےٰ اس کو مخاطب کر کے انا الموجود کی اس کو آپ بشارت دیتا ہے۔ تب انسان کی معرفت صرف اپنے قیاسی ڈھکوسلے یا محض منقولی خیالات تک محدود نہیں رہتی بلکہ خدا تعالےٰ سے ایسا قریب ہو جاتا ہے کہ گویا اس کو دیکھتا ہے۔ اور یہ سچ اور بالکل سچ ہے کہ خدا تعالیٰ پر کامل ایمان اسی دن انسان کو نصیب ہوتا ہے کہ جب اللہ جلشانہٗ اپنے وجود سے آپ خبر دیتا ہے۔ اور پھر دُوسری علامت خدا تعالیٰ کی محبت کی یہ ہے کہ اپنے پیارے بندوں کو صرف اپنے وجود کی خبر ہی نہیں دیتا بلکہ اپنی رحمت اور فضل کے آثار بھی خاص طور پر اُن پر ظاہر کرتا ہے۔ اور وہ اس طرح پر کہ اُنکی دُعائیں جو ظاہری اُمیدوں سے زیادہ ہوں قبول فرما کر اپنے الہام اور کلام کے ذریعہ سے انکو اطلاع دیدیتا ہے تب اُنکے دل تسلّی پکڑ جاتے ہیں کہ یہ ہمارا قادر خدا ہے جو ہماری دُعائیں سُنتا اور ہم کو اطلاع دیتا اور مشکلات سے ہمیں نجات بخشتا ہے۔ اسی روز سے نجات کا مسئلہ بھی سمجھ آتا ہے اور خدا تعالیٰ کے وجود کا بھی پتہ لگتا ہے۔ اگرچہ جگانے اور متنبہ کرنے کیلئے کبھی کبھی غیروں کو بھی سچّی خواب آسکتی ہے

[1] الشمس : ۱۰

مگر اس طریق کا مرتبہ اور شان اور رنگ اور ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کا مکالمہ ہے جو خاص مقربوں سے ہی ہوتا ہے۔ اور جب مقرب انسان دُعا کرتا ہے تو خدا تعالیٰ اپنی خدائی کے جلال کے ساتھ اس پر تجلّی فرماتا ہے اور اپنی رُوح اُس پر نازل کرتا ہے اور اپنی محبّت سے بھرے ہوئے لفظوں کے ساتھ اس کو قبولِ دُعا کی بشارت دیتا ہے۔ اور جس کسی سے یہ مکالمہ کثرت سے وقوع میں آتا ہے اس کو نبی یا محدّث کہتے ہیں۔ اور سچّے مذہب کی یہی نشانی ہے کہ اس مذہب کی تعلیم سے ایسے راستباز پیدا ہوتے رہیں جو محدّث کے مرتبہ تک پہنچ جائیں۔ جن سے خدا تعالیٰ آمنے سامنے کلام کرے۔ اور اسلام کی حقیقت اور حقانیت کی اوّل نشانی یہی ہے کہ اس میں ہمیشہ ایسے راستباز جن سے خدا تعالیٰ ہمکلام ہو پیدا ہوتے ہیں۔ تتنزل علیهم الملائکة الا تخافوا و لا تحزنوا[1]۔ سو یہی معیار حقیقی سچّے اور زندہ اور مقبول مذہب کی ہے۔ اور ہم جانتے ہیں کہ یہ نور صرف اسلام میں ہے عیسائی مذہب اس روشنی سے بے نصیب ہے اور ہماری یہ بحث جو ڈاکٹر کلارک صاحب سے ہے اس غرض اور اسی شرط سے ہے کہ اگر وہ اس مقابلہ سے انکار کریں تو یقیناً سمجھو کہ عیسائی مذہب کے بطلان کے لئے یہی دلیل ہزار دلیل سے بڑھ کر ہے کہ مردہ ہرگز زندہ کا مقابلہ نہیں کر سکتا اور نہ اندھا سوجاکھے کے ساتھ پورا اُتر سکتا ہے۔

وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی

۵ مئی ۱۸۹۳ء

خاکسار

میرزا غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپورہ

[1] حٰم السجدۃ : ۳۱

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

ڈاکٹر پادری کلارک صاحب کا جنگ مقدس اور اُن کے مقابلہ کیلئے

اشتہار

واضح ہو کہ ڈاکٹر صاحب مندرجہ العنوان نے بذریعہ اپنے بعض خطوط کے یہ خواہش ظاہر کی کہ وہ علماء اسلام کے ساتھ ایک جنگ مقدس کے لئے طیاری کر رہے ہیں. انہوں نے اپنے خط میں یہ بھی ظاہر کیا ہے کہ جنگ ایک پورے پورے فیصلہ کی غرض سے کیا جائے گا۔ اور یہ بھی دھمکی دی کہ اگر علماء اسلام نے اس جنگ سے مُنہ پھیر لیا۔ یا شکست فاش کھائی تو آئیندہ ان کا استحقاق نہیں ہوگا کہ مسیحی علماء کے مقابل پر کھڑے ہوسکیں یا اپنے مذہب کو سچّا سمجھ سکیں یا عیسائی قوم کے سامنے دم مار سکیں اور چونکہ یہ عاجز انہیں رُوحانی جنگوں کے لئے مامور ہو کر آیا ہے اور خدا تعالیٰ کی طرف سے الہام پاکر یہ بھی جانتا ہے کہ ہر ایک میدان میں فتح ہم کو ہے۔ اس لئے بلا توقف ڈاکٹر صاحب کو بذریعہ خط کے اطلاع دی گئی ہے کہ ہماری عین مراد ہے کہ یہ جنگ وقوع میں آکر حق اور باطل میں کھلا کھلا فرق ظاہر ہو جائے۔ اور نہ صرف اسی پر کفایت کی گئی بلکہ چند معزز دوست بطور سفیرانِ پیغامِ جنگ ڈاکٹر صاحب کی خدمت میں بمقام امرتسر بھیجے گئے۔ جن کے نام نامی یہ ہیں:۔

مرزا خدا بخش صاحب۔ منشی عبد الحق صاحب۔ حافظ محمد یوسف صاحب۔ شیخ رحمت اللہ صاحب۔ مولوی عبد الکریم صاحب۔ منشی غلام قادر صاحب فصیح۔ میاں محمد یوسف خاں صاحب۔ شیخ نور احمد صاحب۔ میاں محمد اکبر صاحب۔ حکیم محمد اشرف صاحب۔ حکیم نعمت اللہ صاحب۔ مولوی غلام احمد صاحب انجنیئر۔ میاں محمد بخش صاحب۔ خلیفہ نور الدین صاحب۔ میاں محمد اسمٰعیل صاحب۔

تب ڈاکٹر صاحب اور میرے دوستوں میں جو میری طرف سے وکیل تھے کچھ گفتگو ہو کر بالاتفاق یہ بات قرار پائی کہ یہ مباحثہ بمقام امرت سر واقع ہو۔ اور ڈاکٹر صاحب کی طرف سے اس جنگ کا پہلوان مسٹر عبد اللہ آتھم سابق اکسٹرا اسسٹنٹ تجویز کیا گیا۔ اور یہ بھی اُن کی طرف سے تجویز کیا گیا کہ فریقین تین تین معاون اپنے ساتھ رکھنے کے مجاز ہونگے۔ اور ہر یک فریق کو چھ چھ دن فریق مخالف پر اعتراض کرنے کے لئے دئے گئے۔ اِس طرح پر کہ اوّل چھ روز تک ہمارا حق ہوگا کہ ہم فریق مخالف کے مذہب اور تعلیم اور عقیدہ پر اعتراض کریں۔ مثلاً حضرت مسیح علیہ السلام کی اُلوہیت اور اُن کے **منجّی** ہونے کے بارہ میں ثبوت مانگیں یا اور کوئی اعتراض جو مسیحی مذہب پر ہو سکتا ہے پیش کریں۔ ایسا ہی فریق مخالف کا بھی حق ہوگا کہ وُہ بھی چھ روز تک اسلامی تعلیم پر اعتراض کرتے جائیں۔ اور یہ بھی قرار پایا کہ مجلس انتظام کے لئے ایک ایک صدرِ انجمن مقرر ہو جو فریق مخالف کے گروہ کو شور و غوغا اور ناجائز کارروائی اور دخل بیجا سے روکے اور یہ بات بھی باہم مقرر اور مُسلّم ہو چکی کہ ہر ایک فریق کے ساتھ پچاس سے زیادہ اپنی قوم کے لوگ نہیں ہونگے۔ اور فریقین ایک سو ٹکٹ چھاپ کر پچاس پچاس اپنے اپنے آدمیوں کے حوالہ کریں گے۔ اور بغیر دکھلانے ٹکٹ کے کوئی اندر نہیں آسکے گا۔ اور آخر پر ڈاکٹر صاحب کی خاص درخواست سے یہ بات قرار پائی کہ یہ بحث **۲۲ مئی ۱۸۹۳ء** سے شروع ہونی چاہیئے۔ انتظام مقام مباحثہ اور تجویز مقام مباحثہ ڈاکٹر صاحب کے متعلق رہا

اور وُہی اس کے ذمّہ وار ہُوئے۔ اور بعد طے ہونے ان تمام مراتب کے ڈاکٹر صاحب اور اخویم مولوی عبدالکریم صاحب کی اس تحریر پر دستخط ہوگئے جس میں یہ شرائط بہ تفصیل لکھے گئے تھے اور یہ قرار پایا کہ ۱۵ مئی ۱۸۹۳ء تک فریقین ان شرائط مباحثہ کو شائع کردیں اور پھر میرے دوست قادیان میں پہنچے۔ اور چونکہ ڈاکٹر صاحب نے اس مباحثہ کا نام جنگ مقدس رکھا ہے۔ اِس لئے ان کی خدمت میں بتاریخ ۲۵ اپریل ۱۸۹۳ء کو لکھا گیا کہ وُہ شرائط جو میرے دوستوں نے قبول کئے ہیں وُہ مجھے بھی قبول ہیں۔ لیکن یہ بات پہلے سے تجویز ہو جانا ضروری ہے کہ اس جنگ مقدس کا فریقین پر اثر کیا ہوگا۔ اور کیونکر کُھلے کُھلے طور پر سمجھا جائیگا کہ درحقیقت فلاں فریق کو شکست آگئی ہے۔ کیونکہ سالہا سال کے تجربہ سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ معقولی اور منقولی بحثوں میں گو کیسی ہی صفائی سے ایک فریق غالب آجائے۔ مگر دُوسرے فریق کے لوگ کبھی قائل نہیں ہوتے کہ وُہ درحقیقت مغلوب ہو گئے ہیں۔ بلکہ مباحثات کے شائع کرنے کے وقت اپنی تحریرات پر حاشیئے چڑھا چڑھا کر یہ کوشش کرتے ہیں کہ کسی طرح اپنا ہی غالب رہنا ثابت ہو۔ اور اگر صرف اسی قدر منقولی بحث ہو تو ایک عقلمند پیشگوئی کرسکتا ہے کہ یہ مباحثہ بھی انہیں مباحثات کے مانند ہوگا جو ابتک پادری صاحبوں اور علماء اسلام میں ہوتے رہے ہیں۔ بلکہ اگر غور سے دیکھا جائے تو ایسے مباحثہ میں کوئی بھی نئی بات معلوم نہیں ہوتی۔ پادری صاحبوں کی طرف سے وُہی معمولی اعتراضات ہوں گے کہ مثلاً اسلام زور شمشیر سے پھیلا ہے۔ اسلام میں کثرت ازدواج کی تعلیم ہے۔ اسلام کا بہشت ایک جسمانی بہشت ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ ایسا ہی ہماری طرف سے بھی وُہی معمولی جواب ہونگے کہ اسلام نے تلوار اُٹھانے میں سبقت نہیں کی اور اسلام نے صرف بوقت ضرورت امن قائم کرنے کی حد تک تلوار اُٹھائی ہے۔ اور اسلام نے عورتوں اور بچّوں اور راہبوں کے قتل کرنے کیلئے حکم نہیں دیا بلکہ جنہوں نے سبقت کرکے اسلام پر تلوار کھینچی وُہ تلوار سے ہی مارے

گئے۔اور تلوار کی لڑائیوں میں سب سے بڑھ کر توریت کی تعلیم ہے۔جس کی رُو سے بیشمار عورتیں اور بچّے بھی قتل کئے گئے۔جس خدا کی نظر میں وُہ بے رحمی اور سختی کی لڑائیاں بُری نہیں تھیں بلکہ اُس کے حکم سے تھیں تو پھر نہایت بے انصافی ہوگی کہ وُہی خدا اسلام کی ان لڑائیوں سے ناراض ہو جو مظلوم ہونے کی حالت میں یا امن قایم کرنے کی غرض سے خدا تعالیٰ کے پاک نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو کرنی پڑی تھیں۔ ایسا ہی کثرت ازدواج کے اعتراض میں ہماری طرف سے وُہی معمولی جواب ہوگا کہ اسلام سے پہلے اکثر قوموں میں کثرت ازدواج کی سینکڑوں اور ہزاروں تک نوبت پہنچ گئی تھی اور اسلام نے تعداد ازدواج کو کم کیا ہے نہ زیادہ۔بلکہ یہ قرآن میں ہی ایک فضیلت خاص ہے کہ اس نے ازدواج کی بیحدی اور بے قیدی کو رد کر دیا ہے۔اور کیا وُہ اسرائیلی قوم کے مقدس نبی جنہوں نے سَو سَو بیوی کی بلکہ بعض نے سات سو تک نوبت پہنچائی وُہ اخیر عمر تک حرامکاری میں مبتلا رہے۔اور کیا اُن کی اولاد جن میں سے بعض راستباز بلکہ نبی بھی تھے ناجائز طریق کی اولاد سمجھی جاتی ہے۔ ایسا ہی بہشت کی نسبت بھی وُہی معمولی جواب ہوگا کہ مسلمانوں کا بہشت صرف جسمانی بہشت نہیں بلکہ دیدار الٰہی کا گھر ہے۔اور دونوں قسم کی سعادتوں رُوحانی اور جسمانی کی جگہ ہے۔ہاں عیسائی صاحبوں کا دوزخ محض جسمانی ہے۔

لیکن اِس جگہ سوال تو یہ ہے کہ ان مباحثات کا نتیجہ کیا ہوگا۔کیا اُمّید رکھ سکتے ہیں کہ عیسائی صاحبان مسلمانوں کے اِن جوابات کو جو سراسر حق اور انصاف پر مبنی ہیں قبول کر لینگے۔ یا ایک انسان کے خدا بنانے کے لئے صرف معجزات کافی سمجھے جائینگے۔یا بائیبل کی وہ عبارتیں جن میں علاوہ حضرت مسیح کے ذکر کے کہیں یہ لکھا ہے کہ تم سب خدا کے بیٹے ہو اور کہیں یہ کہ تم اس کی بیٹیاں ہو اور کہیں یہ کہ تم سب خدا ہو ظاہر پر محمول قرار دیئے جائیں گے۔اور جبکہ ایسا ہونا ممکن نہیں تو مَیں نہیں سمجھ سکتا کہ اِس بحث کا عمدہ نتیجہ

جس کے لئے ۱۲ دن امرت سر میں ٹھہرنا ضروری ہے کیا ہو گا۔

ان وجوہات کے خیال سے ڈاکٹر صاحب کو بذریعہ خط رجسٹرڈ یہ صلاح دیگئی تھی کہ مناسب ہے کہ چھ دن کے بعد یعنی جب فریقین اپنے اپنے چھ دن پورے کرلیں تو ان میں مباہلہ بھی ہو۔ اور وہ صرف اس قدر کافی ہے کہ فریقین اپنے مذہب کی تائید کے لئے خداتعالیٰ سے آسمانی نشان چاہیں اور ان نشانوں کے ظہور کے لئے ایک سال کی میعاد قائم ہو۔ پھر جس فریق کی تائید میں کوئی آسمانی نشان ظاہر ہو جو انسانی طاقتوں سے بڑھ کر ہو جس کا مقابلہ فریق مخالف سے نہ ہو سکے تو لازم ہو گا کہ فریق مغلوب اس فریق کا مذہب اختیار کرے جس کو خداتعالیٰ نے اپنے آسمانی نشان کے ساتھ غالب کیا ہے۔ اور مذہب اختیار کرنے سے اگر انکار کرے تو واجب ہو گا کہ اپنی نصف جائداد اس سچے مذہب کے امداد کی غرض سے فریق غالب کے حوالہ کردے۔ یہ ایسی صورت ہے کہ اس سے حق اور باطل میں بکلی فرق ہو جائیگا۔ کیونکہ جب ایک خارق نشان کے مقابل پر ایک فریق بالمقابل نشان دکھلانے سے بکلی عاجز رہا۔ تو فریق نشان دکھلانے والے کا غالب ہونا بکلی کھل جائیگا اور تمام بحثیں ختم ہو جائینگی اور حق ظاہر ہو جائیگا۔ لیکن ایک ہفتہ سے زیادہ گذرتا ہے اور آج تک جو ۳ مئی ۱۸۹۳ء ہے ڈاکٹر صاحب نے اس خط کا کچھ بھی جواب نہیں دیا۔ لہٰذا اس اشتہار کے ذریعہ سے ڈاکٹر صاحب اور انکے تمام گروہ کی خدمت میں التماس ہے کہ جس حالت میں انہوں نے اس مباحثہ کا نام جنگ مقدس رکھا ہے اور چاہتے ہیں کہ مسلمانوں اور عیسائیوں میں قطعی فیصلہ ہو جائے اور یہ بات کھل جائے کہ سچا اور قادر خدا کس کا خدا ہے۔ تو پھر معمولی بحثوں سے یہ اُمید رکھنا طمع خام ہے۔ اگر یہ ارادہ نیک نیتی سے ہے تو اس سے بہتر اور کوئی بھی طریق نہیں کہ اب آسمانی مدد کے ساتھ صدق اور کذب کو آزمایا جائے۔ اور مَیں نے اس طریق کو بدل وجان منظور کرلیا ہے۔ اور وہ طریق بحث جو منقولی اور معقولی طور پر قرار پایا ہے

گو میرے نزدیک چنداں ضروری نہیں۔ مگر تاہم وہ بھی مجھے منظور ہے۔ لیکن ساتھ اسکے یہ ضروریات سے ہوگا کہ ہر یک چھ دن کی میعاد کے ختم ہونیکے بعد بطور متذکرہ بالا مجھ میں اور فریق مخالف میں مباہلہ واقع ہوگا۔ اور یہ اقرار فریقین پہلے سے شائع کردیں کہ ہم مباہلہ کرینگے۔ یعنی اس طور سے دعا کرینگے کہ اے ہمارے خدا اگر ہم دجل پر ہیں تو فریق مخالف کی نشان سے ہماری ذلّت ظاہر کر۔ اور اگر ہم حق پر ہیں تو ہماری تائید میں نشان آسمانی ظاہر کرکے فریق مخالف کی ذلّت ظاہر فرما اور اس دُعا کے وقت دونوں فریق آمین کہینگے۔ اور ایک سال تک اسکی میعاد ہوگی۔ اور فریق مغلوب کی سزا وہ ہوگی جو اُوپر بیان ہو چکی ہے۔

اور اگر یہ سوال ہو کہ اگر ایک سال کے عرصہ میں دونوں طرف سے کوئی نشان ظاہر نہ ہو یا دونوں طرف سے ظاہر ہو تو پھر کیونکر فیصلہ ہوگا۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ راقم اس صورت میں بھی اپنے تئیں مغلوب سمجھیگا اور ایسی سزا کے لائق ٹھہریگا جو بیان ہو چکی ہے۔ چونکہ مَیں خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور ہوں اور فتح پانے کی بشارت پا چکا ہوں۔ پس اگر کوئی عیسائی صاحب میرے مقابل آسمانی نشان دکھلادیں یا مَیں ایک سال تک دکھلا نہ سکوں تو میرا باطل پر ہونا کھل گیا۔ اور اللہ جلّشانہٗ کی قسم ہے کہ مجھے صاف طور پر اللہ جلّشانہٗ نے اپنے الہام سے فرمادیا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام بلا تفاوت ایسا ہی انسان تھا جس طرح اور انسان ہیں۔ مگر خدا تعالیٰ کا سچّا نبی اور اُس کا مرسل اور برگزیدہ ہے اور مجھ کو یہ بھی فرمایا کہ جو مسیح کو دیا گیا وہ بمتابعت نبی علیہ السلام تجھ کو دیا گیا ہے اور تو مسیح موعود ہے۔ اور تیرے ساتھ ایک نورانی حربہ ہے جو ظلمت کو پاش پاش کرے گا۔ اور یکسر الصلیب کا مصداق ہوگا۔ پس جبکہ یہ بات ہے تو میری سچّائی کے لئے یہ ضروری ہے کہ میری طرف سے بعد مباہلہ ایک سال کے اندر ضرور نشان ظاہر ہو۔ اور اگر نشان ظاہر نہ ہو تو پھر مَیں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہوں۔ اور نہ صرف وُہی سزا بلکہ موت کی سزا کے لائق ہوں۔ سو آج مَیں ان تمام باتوں کو قبول کرکے اشتہار دیتا ہوں۔ اَب بعد شائع ہونے اس اشتہار کے مناسب

اور واجب ہے کہ ڈاکٹر صاحب بھی اس قدر اشتہار دیدیں کہ اگر بعد مباہلہ مرزا غلام احمد کی تائید میں ایک سال کے اندر کوئی نشان ظاہر ہو جائے جس کے مقابل پر اسی سال کے اندر ہم نشان دکھلانے سے عاجز آجائیں تو بلا توقف دین اسلام قبول کرلیں گے۔ ورنہ اپنی تمام جائداد کا نصف حصہ دین اسلام کے امداد کی غرض سے فریق غالب کو دیدینگے۔ اور آئندہ اسلام کے مقابل پر کبھی کھڑے نہیں ہونگے۔ ڈاکٹر صاحب اِس وقت سوچ لیویں کہ مَیں نے اپنی نسبت بہت زیادہ سخت شرائط رکھی ہیں اور انکی نسبت شرطیں نرم رکھی گئی ہیں۔ یعنی اگر میرے مقابل پر وُہ نشان دکھلائیں اور مَیں بھی دکھلاؤں تب بھی بموجب اِس شرط کے وُہی سچے قرار پائیں گے۔ اور اگر نہ مَیں نشان دکھلاسکوں اور نہ وُہ ایک سال تک نشان دِکھلاسکیں تب بھی وُہی سچے قرار پائینگے۔ اور مَیں صرف اس حالت میں سچا قرار پاؤنگا کہ میری طرف سے ایک سال کے اندر ایسا نشان ظاہر ہو جس کے مقابلہ سے ڈاکٹر صاحب عاجز رہیں۔ اور اگر ڈاکٹر صاحب بعد اشاعت اس اشتہار کے ایسے مضمون کا اشتہار بالمقابل شائع نہ کریں۔ تو پھر صریح ان کی گریز متصوّر ہو گی اور ہم پھر بھی انکی منقولی اور معقولی بحث کے لئے حاضر ہوسکتے ہیں بشرطیکہ وُہ اِس بارے میں یعنی نشان نمائی کے امر میں اپنا اور اپنی قوم کا اسلام کے مقابل پر عاجز ہونا شائع کر دیں یعنی یہ لکھدیں کہ یہ **اسلام ہی کی شان** ہے کہ اس سے آسمانی نشان ظاہر ہوں اور عیسائی مذہب ان برکات سے خالی ہے۔ میں نے سُنا ہے کہ ڈاکٹر صاحب نے میرے دوستوں کے رُوبرو یہ بھی فرمایا تھا کہ ہم مباحثہ تو کریں گے مگر یہ مباحثہ فرقہ احمدیہ سے ہوگا نہ مُسلمانانِ جنڈیالہ سے سو ڈاکٹر صاحب کو واضح رہے کہ فرقہ احمدیہ ہی سچے مسلمان ہیں۔ جو خدا تعالیٰ کی کلام میں انسان کی رائے کو نہیں ملاتے۔ اور حضرت مسیح کا درجہ اسی قدر مانتے ہیں جو قرآن شریف سے ثابت ہوتا ہے۔

والسّلام علےٰ من اتبع الھدےٰ

میاں بٹالوی صاحب کی اطلاع کیلئے

اشتہار

واضح ہو کہ شیخ بٹالوی صاحب کی خدمت میں وُہ اشتہار جس میں بالمقابل عربی تفسیر لکھنے کے لئے ان کو دعوت کی گئی تھی بتاریخ یکم اپریل ۱۸۹۳ء پہنچایا گیا تھا۔ چنانچہ مرزا خدا بخش صاحب جو اشتہار لیکر لاہور گئے تھے۔ یہ پیغام لائے کہ بٹالوی صاحب نے وعدہ کر لیا ہے جو یکم اپریل سے دو ہفتہ تک جواب چھاپ کر بھیجدیں گے۔ سو دو ہفتہ تک انتظار جواب رہا اور کوئی جواب نہ آیا۔ پھر دوبارہ اُن کو یاد دلایا گیا تو اُنہوں نے بذریعہ اپنے خط کے جو میرے اشتہار میں چھپ گیا ہے یہ جواب دیا کہ ہم اپریل کے اندر اندر جواب چھاپ کر روانہ کرینگے چنانچہ اب اپریل بھی گذر گیا اور بٹالوی صاحب نے دو وعدے کر کے تخلف وعدہ کیا۔ ہم ان پر کوئی الزام نہیں لگاتے مگر انہیں شرم کرنی چاہیئے کہ وُہ آپ تو دُوسروں کا نام بلا تحقیق کاذب اور وعدہ شکن رکھتے ہیں اور اپنے وعدوں کا کچھ بھی پاس نہیں کرتے۔ تعجّب کہ یہ جواب صرف ہاں یا نہیں سے ہو سکتا تھا۔ مگر انہوں نے ایک مہینہ گذار دیا اور یہ مہینہ ہمارا صرف انتظاری میں ضائع ہوا۔ اب ہمیں بھی دو ضروری کام پیش آ گئے۔ ایک ڈاکٹر کلارک صاحب کے ساتھ مباحثہ دُوسری ایک ضروری رسالہ کا تالیف کرنا جو تائیدِ اسلام کے لئے بہت جلد امریکہ میں بھیجا جائے گا۔ جس کا یہ مطلب ہوگا کہ دُنیا میں سچّا اور زندہ مذہب صرف اسلام ہے اس لئے میاں بٹالوی صاحب کو مطلع کیا جاتا ہے کہ اگر ان دونوں کاموں کی تکمیل کے پہلے آپ کا جواب آیا تو ناچار کوئی دوسری تاریخ آپ کے مقابلہ کے لئے شائع کی جائے گی۔ جو ان دونوں کاموں سے فراغت کے بعد ہوگی۔

مسٹر عبداللہ آتھم کے خط کا جواب

آج اس اشتہار کے لکھنے سے ابھی مَیں فارغ ہُوا تھا کہ مسٹر عبداللہ آتھم صاحب کا خط بذریعہ ڈاک مجھ کو ملا۔ یہ خط اُس خط کا جواب ہے جو مَیں نے مباحثہ مذکورہ بالا کے متعلق صاحب موصوف اور نیز ڈاکٹر کلارک صاحب کی طرف لکھا تھا۔ سو اَبْ اُس کا بھی جواب ذیل میں بطور قولہ، اور اقول کے لکھتا ہوں۔

قولہ۔ ہم اِس امر کے قائل نہیں ہیں کہ تعلیمات قدیم کے لئے معجزہ جدید کی کچھ بھی ضرورت ہے۔ اِس لئے ہم معجزہ کے لئے نہ کچھ حاجت اور نہ استطاعت اپنے اندر دیکھتے ہیں۔

اقول۔ صاحب من میں نے معجزہ کا لفظ اپنے خط میں استعمال نہیں کیا۔ بیشک معجزہ دکھلانا نبی اور مرسل من اللہ کا کام ہے نہ ہر یک انسان کا۔ لیکن اس بات کو تو آپ مانتے اور جانتے ہیں کہ ہر ایک درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔ اور ایمانداری کے پھلوں کا ذکر جیسا کہ قرآن کریم میں ہے انجیل شریف میں بھی ہے۔ مجھے اُمّید ہے کہ آپ سمجھ گئے ہوں گے۔ اِس لئے طول کلام کی ضرورت نہیں۔ مگر میں دریافت کرنا چاہتا ہوں۔ کہ کیا ایمانداری کے پھل دکھلانے کی بھی آپ کو استطاعت نہیں۔

قولہ۔ بہر کیف اگر جناب کسی معجزہ کے دکھلانے پر آمادہ ہیں تو ہم اسکے دیکھنے سے آنکھیں بند نہ کرینگے اور جس قدر اصلاح اپنی غلطی کی آپ کے معجزہ سے کر سکتے ہیں اس کو اپنا فرض عین سمجھیں گے۔

اقول۔ بیشک یہ آپ کا مقولہ انصاف پر مبنی ہے۔ اور کسی کے مُنہ سے یہ کامل طور پر نکل نہیں سکتا جب تک اُس کو انصاف کا خیال نہ ہو۔ لیکن اس جگہ یہ آپ کا فقرہ کہ جس قدر اصلاح اپنی غلطی کی ہم آپ کے معجزہ سے کر سکتے ہیں اس کو اپنا فرض عین سمجھیں گے۔ تشریح طلب ہے۔ یہ عاجز تو محض اِس غرض کے لئے بھیجا گیا ہے کہ تا یہ

پیغام خلق اللہ کو پہنچا دے کہ دُنیا کے تمام مذاہب موجودہ میں سے وہ مذہب حق پر اور
خدا تعالیٰ کی مرضی کے موافق ہے جو قرآن کریم لایا ہے۔ اور دار النجات میں داخل
ہونے کے لئے دروازہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ہے۔ پس اب کیا
آپ اس بات پر طیار اور مستعد ہیں کہ نشان دیکھنے کے بعد اس مذہب کو قبول کر لینگے۔
آپ کا فقرہ مذکورہ بالا مجھے اُمّید دلاتا ہے کہ آپ اس سے انکار نہیں کرینگے۔ پس اگر
آپ مستعد ہیں تو چند سطریں تین اخباروں یعنی نور افشاں اور منشور محمدی اور کسی آریہ
کے اخبار میں چھپوا دیں کہ ہم خدا تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر یہ وعدہ کرتے ہیں کہ اگر
اس مباحثہ کے بعد جس کی تاریخ ۲۲ مئی ۱۸۹۳ء قرار پائی ہے۔ مرزا غلام احمدؐ کی
خدا تعالیٰ مدد کرے اور کوئی ایسا نشان اس کی تائید میں خدا تعالیٰ ظاہر فرماوے کہ جو اُس نے
قبل از وقت بتلا دیا ہو۔ اور جیسا کہ اس نے بتلایا ہو وہ پورا بھی ہو جاوے تو ہم اس
نشان کے دیکھنے کے بعد بلا توقف مسلمان ہو جائیں گے۔ اور ہم یہ بھی وعدہ کرتے ہیں کہ
ہم اس نشان کو بغیر کسی قسم کے بیہودہ نکتہ چینی کے قبول کر لینگے اور کسی حالت میں وہ
نشان نامعتبر اور قابلِ اعتراض نہیں سمجھا جائے گا۔ بغیر اس صورت کے کہ ایسا ہی
نشان اسی برس کے اندر ہم بھی دکھلا دیں۔ مثلاً اگر نشان کے طور پر یہ پیشگوئی ہو کہ
فلاں وقت کسی خاص فرد پر یا ایک گروہ پر فلاں حادثہ وارد ہوگا۔ اور وہ پیشگوئی اس
میعاد میں پوری ہو جائے۔ تو بغیر اس کے کہ اس کی نظیر اپنی طرف سے پیش کریں۔
بہر حال قبول کرنی پڑے گی۔ اور اگر ہم نشان دیکھنے کے بعد دین اسلام اختیار نہ کریں
اور نہ اس کے مقابل پر اسی برس کے اندر اسی کی مانند کوئی خارق عادت نشان
دکھلا سکیں تو عہد شکنی کے تاوان میں نصف جائداد اپنی امداد اسلام کے لئے اس کے
حوالہ کریں گے۔ اور اگر ہم اس دوسری شق پر بھی عمل نہ کریں اور عہد کو توڑ دیں اور اس عہد
شکنی کے بعد کوئی قہری نشان ہماری نسبت مرزا غلام احمد شائع کرنا چاہے تو ہماری

طرف سے مجاز ہوگا کہ عام طور پر اخباروں کے ذریعہ سے یا اپنے رسائل مطبوعہ میں اسکو شائع کرے۔ فقط یہ تحریر آپ کی طرف سے بقید نام و مذہب و ولدیت وسکونت ہو۔ اور فریقین کے پچاس پچاس معزز اور معتبر گواہوں کی شہادت اُسپر ثبت ہو۔ تب تین اخباروں میں اس کو آپ شائع کرادیں۔ جبکہ آپ کا منشاء اظہار حق ہے۔ اور یہ معیار آپ کے اور ہمارے مذہب کے موافق ہے۔ تو اب برائے خدا اسکے قبول کرنے میں توقف نہ کریں۔ اب بہر حال وہ وقت آگیا ہے کہ خدا تعالیٰ سچے مذہب کے انوار اور برکات ظاہر کرے اور دُنیا کو ایک ہی مذہب پہ کردیوے۔ سو اگر آپ دل کو قوی کر کے سب سے پہلے اس راہ میں قدم ماریں اور پھر اپنے عہد کو بھی صدق اور جوانمردی کے ساتھ پُورا کریں تو خدا تعالیٰ کے نزدیک صادق ٹھہریں گے۔ اور آپکی راستبازی کا یہ ہمیشہ کیلئے ایک نشان رہے گا۔

اور اگر آپ یہ فرماویں کہ ہم تو یہ سب باتیں کر گذریں گے۔ اور کسی نشان کے دیکھنے کے بعد دین اسلام قبول کرلینگے یا دُوسری شرائط متذکرہ بالا بجالائیں گے۔ اور یہ عہد پہلے ہی سے تین اخباروں میں چھپوا بھی دینگے۔ لیکن اگر تم ہی جھوٹے نکلے اور کوئی نشان دکھلا نہ سکے تو تمہیں کیا سزا ہوگی۔ تو مَیں اس کے جواب میں حسب منشاء توریت سزائے موت اپنے لئے قبول کرتا ہوں۔ اور اگر یہ خلافِ قانون ہو تو کُل جائداد اپنی آپکو دُونگا۔ جس طرح چاہیں پہلے مجھ سے تسلّی کرالیں۔

قولہ۔ لیکن یہ جناب کو یاد رہے کہ معجزہ ہم اُسی کو جانینگے جو ساتھ تحدی مدعی معجزہ کے بظہور آوے۔ اور کہ مصدق کسی امر ممکن کا ہو۔

اقول۔ اس سے مجھے اتفاق ہے۔ اور تحدی اسی بات کا نام ہے کہ مثلاً ایک شخص من جانب اللہ ہونے کا دعویٰ کر کے اپنے دعوے کی تصدیق کے لئے کوئی ایسی پیشگوئی کرے جو انسان کی طاقت سے بالاتر ہو۔ اور وہ پیشگوئی سچّی نکلے تو وہ حسب منشاء

توریت استثناء ۱۸۔ ۱۸ سچا ٹھہریگا۔ ہاں یہ سچ ہے کہ ایسا نشان کسی امر ممکن کا مصدق ہونا چاہیئے۔ ورنہ یہ تو جائز نہیں کہ کوئی انسان مثلاً یہ کہے کہ مَیں خُدا ہوں اور اپنی خُدائی کے ثبوت میں کوئی پیشگوئی کرے اور وُہ پیشگوئی پُوری ہو جائے تو پھر وُہ خدا مانا جاوے۔

لیکن مَیں اس جگہ آپ سے دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ جب اِس عاجز نے ملہم اور مامور من اللہ ہونے کا دعویٰ کیا تھا تو ۱۸۸۸ء میں مرزا امام الدین نے جس کو آپ خُوب جانتے ہیں۔ چشمہ نور امرتسر میں میرے مقابل پر اشتہار چھپوا کر مجھ سے نشان طلب کیا تھا۔ تب بطور نشان نمائی ایک پیشگوئی کی گئی تھی جو نور افشاں ۱۰ ارمئی ۱۸۸۸ء میں شائع ہو گئی تھی جس کا مفصل ذکر اس اخبار میں اور نیز میری کتاب آئینہ کمالات کے صفحہ ۲۷۹ و ۲۸۰ میں موجود ہے۔ اور وُہ پیشگوئی ۳۰ ستمبر ۱۸۹۲ء کو اپنی میعاد کے اندر پوری ہو گئی۔ سو اب بطور آزمائش آپ کے انصاف کے آپ سے پُوچھتا ہوں کہ یہ نشان ہے یا نہیں۔ اور اگر نشان نہیں تو اس کی کیا وجہ ہے۔ اور اگر نشان ہے اور آپ نے اس کو دیکھ بھی لیا اور نہ صرف نور افشاں ۱۰ ارمئی ۱۸۸۸ء میں بلکہ میرے اشتہار مجریہ ۱۰ ارجولائی ۱۸۸۸ء میں بقید میعاد یہ شائع بھی ہو چکا ہے۔ تو آپ فرماویں کہ آپ کا اِس وقت فرض عین ہے یا نہیں کہ اِس نشان سے بھی فائدہ اُٹھاویں اور اپنی غلطی کی اصلاح کریں اور براہ مہربانی مجھ کو اطلاع دیں کہ کیا اصلاح کی اور کِس قدر عیسائی اصُول سے آپ دست بردار ہو گئے۔ کیونکہ یہ نشان تو کچھ پورانا نہیں ابھی کل کی بات ہے کہ نور افشاں اور میرے اشتہار ۱۰ ارجولائی ۱۸۸۸ء میں شائع ہوا تھا اور آپ کے یہ تمام شرائط کے موافق ہے۔ میرے نزدیک آپ کے انصاف کا یہ ایک معیار ہے۔ اگر آپ نے اِس نشان کو مان لیا اور حسب اقرار اپنے اپنی غلطی کی بھی اِصلاح کی تو مجھے پختہ یقین ہو گا کہ اب آئندہ بھی آپ اپنی بڑی اصلاح کے لئے مستعد ہیں۔ اِس نشان کا اس قدر تو آپ پر اثر ضرور ہونا چاہیئے کہ کم سے کم آپ یہ اقرار اپنا شائع

کردیں کہ اگرچہ ابھی قطعی طور پر نہیں مگر ظن غالب کے طور پر دین اسلام ہی مجھے سچّا معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ تحدّی کے طور پر اُس کی تائید کے بارہ میں جو پیشگوئی کی گئی تھی وہ پُوری ہوگئی۔ آپ جانتے ہیں کہ امام الدین دینِ اسلام سے منکر اور ایک دہریہ آدمی ہے۔ اور اس نے اشتہار کے ذریعہ سے دین اسلام کی سچّائی اور اس عاجز کے ملہم ہونے کے بارے میں ایک نشان طلب کیا تھا جس کو خدا تعالیٰ نے نزدیک کی راہ سے اسی کے عزیزوں پر ڈال کر اسپر اتمام حجّت کی۔ آپ اس نشان کے رَدّ یا قبول کے بارے میں ضرور جواب دیں ورنہ ہمارا یہ ایک پہلا قرضہ ہے جو آپ کے ذمّے رہیگا۔

قولہ۔ مباہلات بھی از قسم معجزات ہی ہیں۔ مگر ہم بروئے تعلیم انجیل کسی کے لئے لعنت نہیں مانگ سکتے۔ جناب صاحبِ اختیار ہیں جو چاہیں مانگیں اور انتظار جواب ایک سال تک کریں۔

اقول۔ صاحب من مباہلہ میں دُوسرے پر لعنت ڈالنا ضروری نہیں بلکہ اتنا کہنا کافی ہوتا ہے کہ مثلاً ایک عیسائی کہے کہ مَیں پُورے یقین سے کہتا ہوں کہ در حقیقت حضرت مسیح خدا ہیں۔ اور قرآن خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں اور اگر مَیں اِس بیان میں کاذب ہوں تو خدا تعالیٰ میرے پر لعنت کرے۔ سو یہ صورت مباہلہ انجیل کے مخالف نہیں بلکہ عین موافق ہے۔ آپ غور سے انجیل کو پڑھیں۔

ماسوا اِس کے مَیں پہلے لکھ چکا ہوں کہ اگر آپ نشان نمائی کے مقابلہ سے عاجز ہیں تو پھر یکطرفہ اِس عاجز کی طرف سے سہی۔ مجھ کو بسر و چشم منظور ہے۔ آپ اقرار نامہ اپنا حسب نمونہ مرقومہ بالا شائع کریں۔ اور جس وقت آپ فرما دیں میں بلا توقف امرت سر حاضر ہو جاؤنگا۔ یہ تو مجھ کو پہلے ہی سے معلوم ہے کہ عیسائی مذہب اُسی دن سے تاریکی میں پڑا ہوا ہے جب سے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو خدا تعالیٰ کی جگہ دی گئی۔ اور جب کہ حضرات عیسائیوں نے ایک سچّے اور کامل

اور مقدس نبی افضل الانبیاء محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کیا۔ اس لئے میں یقیناً جانتا ہوں کہ حضرات عیسائی صاحبوں میں سے یہ طاقت کسی میں بھی نہیں کہ اسلام کے زندہ نوروں کا مقابلہ کر سکیں۔ مَیں دیکھتا ہوں کہ وہ نجات اور حیات ابدی جس کا ذکر عیسائی صاحبوں کی زبان پر ہے۔ وہ اہلِ اسلام کے کامل افراد میں سُورج کی طرح چمک رہی ہے۔ اسلام میں یہ ایک زبردست خاصیت ہے کہ وہ ظلمت سے نکال کر اپنے نور میں داخل کرتا ہے۔ جس نور کی برکت سے مومن میں کُھلے کُھلے آثار قبولیت پیدا ہو جاتے ہیں اور خدا تعالیٰ کا شرف مکالمہ میسر آ جاتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ اپنی محبت کی نشانیاں اس میں ظاہر کر دیتا ہے۔ سو مَیں زور سے اور دعوے سے کہتا ہوں کہ ایمانی زندگی صرف کامل مسلمان کو ہی ملتی ہے۔ اور یہی اسلام کی سچّائی کی نشانی ہے۔

اب آپ کے خط کا ضروری جواب ہو چکا۔ اور یہ اشتہار ایک رسالہ کی صورت پر مرتب کرکے آپ کی خدمت میں اور نیز ڈاکٹر کلارک صاحب کی خدمت میں بذریعہ رجسٹری روانہ کرتا ہوں۔ اب میری طرف سے حُجّت پُوری ہو چکی۔ آئندہ آپ کو اختیار ہے۔

والسّلام علےٰ مَنِ اتّبع الھُدےٰ

راقم خاکسار

میرزا غلام احمد از قادیان

ضلع گورداسپور

شیخ محمد حسین بٹالوی کی نسبت ایک پیشین گوئی

شیخ محمد حسین ابو سعید کی آجکل ایک نازک حالت ہے۔ یہ شخص اِس عاجز کو کافر سمجھتا ہے اور نہ صرف کافر بلکہ اس کے کفر نامہ میں کئی بزرگوں نے اِس عاجز کی نسبت اکفر کا لفظ بھی استعمال کیا ہے۔ اپنے بوڑھے اُستاد نذیر حسین دہلوی کو بھی اُس نے اِسی بلا میں ڈالدیا ہے سُبحان اللہ ایک شخص اللہ جلشانہٗ اور اُسکے رسُول کریم صلی اللہ علیہ وسلّم پر ایمان رکھتا ہے اور پابند صوم وصلوٰۃ اور اہل قبلہ میں سے ہے اور تمام عملی باتوں میں ایک ذرّہ بھی کتاب اللہ اور سُنّت رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کا مخالف نہیں۔ اس کو میاں بٹالوی صرف اس وجہ سے کافر بلکہ اکفر اور ہمیشہ جہنم میں رہنے والا قرار دیتا ہے کہ وہ حضرت مسیح علیہ السلام کو بموجب نص بیّن قرآن کریم فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي[1] فوت شدہ سمجھتا ہے۔ اور بموجب پیشین گوئی آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کہ مسیح موعود اسی اُمّت میں سے ہوگا۔ اپنے متواتر الہامات اور قطعی نشانوں کی بناء پر اپنے تئیں مسیح موعود ظاہر کرتا ہے۔ اور میاں بٹالوی بطور افترا کے یہ بھی کہتا ہے کہ گویا یہ عاجز ملائک کا منکر اور معراج نبویؐ کا انکاری اور نبوت کا مدعی اور معجزات کو بھی نہیں مانتا۔ سبحان اللہ کافر ٹھہرانے کے لئے اِس بیچارے نے کیا کچھ افترا کئے ہیں۔ اِنھیں غموں میں مر رہا ہے کہ کسی طرح ایک مسلمان کو تمام خلق اللہ کافر سمجھ لے۔ بلکہ عیسائیوں اور یہودیوں سے بھی کفر میں بڑھ کر قرار دیوے۔ دیکھنے والے کہتے ہیں کہ اب اس شخص کا بہت ہی بُرا حال ہے۔ اگر کسی کے مُنہ سے نکل جائے کہ میاں کیوں کلمہ گوؤں کو کافر بناتے ہو۔ کچھ خدا سے ڈرو۔ تو دیوانہ کی طرح اُس کے گرد ہو جاتا ہے۔ اور بہت سی گالیاں اِس عاجز کو نکال کر کہتا ہے کہ وہ ضرور کافر اور سب کافروں سے بدتر ہے۔ ہم اس کے خیر خواہوں سے ملتجی ہیں کہ اِس نازک وقت میں ضرور اس کے حق میں دُعا کریں۔ اب کشتی اسکی ایک ایسے گرداب میں ہے جس

[1] المآئدۃ : ۱۱۸

سے جانبر ہونا بظاہر محال معلوم ہوتا ہے۔ وانی رئیت ان ھٰذا الرجل یومن بایمانی قبل موتہ ورئیت کانہ ترک قول التکفیر وتاب۔ وھٰذہ رؤیای وارجوان یجعلھا ربی حقا۔ والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ۔

راقم خاکسار غلام احمدؐ از قادیان ضلع گورداسپور ۴ مئی ۱۸۹۳ء

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَنَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم

حضرت جناب فیض مآب مجدّد الوقت فاضل اجل حامی دین رسول حضرت غلام احمد صاحب از طرف محمد بخش۔ السلام علیکم۔ گذارش یہ ہے کہ کچھ عرصہ سے قصبہ جنڈیالہ کے عیسائیوں نے بہت شور وشر مچایا ہوا ہے۔ بلکہ آج بتاریخ ۱۱ اپریل ۱۸۹۳ء عیسائیان جنڈیالہ نے معرفت ڈاکٹر مارٹن کلارک صاحب امرتسر بنام فدوی بذریعہ رجسٹری ایک خط ارسال کیا ہے جس کی نقل خط ہٰذا کی دوسری طرف واسطے ملاحظہ کے پیش خدمت ہے عیسائیوں نے بڑے زور وشور سے لکھا ہے کہ اہل اسلام جنڈیالہ اپنے علماء و دیگر بزرگان دین کو موجود کر کے ایک جلسہ کریں اور دین حق کی تحقیقات کی جائے۔ ورنہ آئندہ سوال کرنے سے خاموشی اختیار کریں۔ اس لئے خدمت بابرکت میں عرض ہے کہ چونکہ اہل اسلام جنڈیالہ اکثر کمزور اور مسکین ہیں۔ اس لئے خدمت شریف عالی میں ملتمس ہوں کہ آنجناب للہ اہل اسلام جنڈیالہ کو امداد فرماؤ۔ ورنہ اہل اسلام پر دھبہ آجائے گا۔ و نیز عیسائیوں کے خط کو ملاحظہ فرما کر تحریر فرماویں کہ ان کو جواب خط کا کیا لکھا جاوے۔ جیسا آنجناب ارشاد فرماویں۔ ویسا عمل کیا جاوے۔ فقط

راقم

محمد بخش پاندہا مکتب دیسی قصبہ جنڈیالہ ضلع و تحصیل امرتسر ۱۱ اپریل ۱۸۹۳ء

بخدمت شریف میاں محمد بخش صاحب وجملہ شرکاء اہل اسلام[1] جنڈیالہ

جناب من۔ بعد سلام کے واضح رائے شریف ہو کہ چونکہ ان دنوں میں قصبہ جنڈیالہ میں
مسیحیوں اور اہلِ اسلام کے درمیان دینی چرچے بہت ہوتے ہیں اور چند صاحبان آپ کے
ہم مذہب دین عیسوی پر حرف لاتے ہیں اور کئی ایک سوال وجواب کرتے اور کرنا چاہتے ہیں۔
اور نیز اسی طرح سے مسیحیوں نے بھی دین محمدی کے حق میں کئی تحقیقاتیں کرلی ہیں اور مبالغہ
از حد ہو چلا ہے۔ لہذا راقم رقیمہ ہذا کی دانست میں طریقہ بہتر اور مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ
ایک جلسہ عام کیا جائے جس میں صاحبان اہلِ اسلام معہ علماء و دیگر بزرگان دین کے جنپر کہ
اُن کی تسلّی ہو موجود ہوں۔ اور اسی طرح سے مسیحیوں کی طرف سے بھی کوئی صاحبِ اعتبار
پیش کئے جاویں تاکہ جو باہمی تنازعہ ان دنوں میں ہو رہے ہیں خوب فیصل کئے جاویں۔ اور
نیکی اور بدی اور حق اور خلاف ثابت ہوویں۔ لہذا چونکہ اہل اسلام جنڈیالہ کے درمیان آپ
صاحبِ ہمّت گنے جاتے ہیں۔ ہم آپکی خدمت میں از طرف مسیحانِ جنڈیالہ التماس کرتے ہیں
کہ آپ خواہ خود یا اپنے ہم مذہبوں سے مصلحت کر کے ایک وقت مقرر کریں۔ اور جس کسی بزرگ
پر آپکی تسلّی ہو اُسے طلب کریں۔ اور ہم بھی وقت معیّن پر محفل شریف میں کسی اپنے کو پیش
کریں گے کہ جلسہ اور فیصلہ امورات مذکورہ بالا کا بخوبی ہو جاوے اور خداوند صراط المستقیم
سب کو حاصل کرے۔ ہم کسی ضد یا فساد یا مخالفت کی رُو سے اِس جلسہ کے درپے نہیں
ہیں۔ مگر فقط اِس بنا سے کہ جو باتیں راست برحق اور پسندیدہ ہیں۔ سب صاحبان پر
خوب ظاہر ہوں۔ دیگر التماس یہ ہے کہ اگر صاحبان اہل اسلام ایسے مباحثہ میں شریک
نہ ہونا چاہیں تو آئندہ کو اپنے اسپ کلام کو میدانِ گفتگو میں جولانی نہ دیں۔ اور وقت منادی
یا دیگر موقعوں پر حجت بے بنیاد و لاحاصل سے باز آکر خاموشی اختیار کریں۔ از راہ مہربانی اس
خط کا جواب جلدی عنایت فرماویں تاکہ اگر آپ ہماری اس دعوت کو قبول کریں تو جلسہ کا اہتمام

[1] وُہ خط جو ڈاکٹر مارٹن کلارک صاحب نے محمد بخش پانڈہ کو لکھا۔

ان مضامین کا جنکی بابت مباحثہ ہونا ہے معقول انتظام کیا جائے۔ فقط زیادہ سلام۔
یہ نقل بطور اصل کے ہے۔

الراقم مسیحان جنڈیالہ مارٹن کلارک امرتسر۔ دستخط انگریزی میں ہیں

نقل خط جو مرزا غلام احمد صاحب کی طرف سے مسیحان جنڈیالہ کی طرف ۱۳ اپریل ۱۸۹۳ء کو رجسٹری کرکے بھیجا گیا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم بخدمت مسیحان جنڈیالہ

بعد ما وجب۔ آج مَیں نے آپ صاحبوں کی وُہ تحریر جو آپ نے میاں محمد بخش صاحب کو بھیجی تھی اوّل سے آخر تک پڑھی۔ جو کچھ آپ صاحبوں نے سوچا ہے مجھے اس سے اتفاق رائے ہے۔ بلکہ درحقیقت مَیں اِس مضمون کے پڑھنے سے ایسا خوش ہُوا کہ مَیں اِس مختصر خط میں اِس کی کیفیت بیان نہیں کرسکتا۔ یہ بات سچ اور بالکل سچ ہے کہ یہ روز کے جھگڑے اچھے نہیں اور ان سے دِن بدن عداوتیں بڑھتی ہیں اور فریقین کی عافیت اور آسودگی میں خلل پڑتا ہے اور یہ بات تو ایک معمولی سی ہے اور اس سے بڑھ کر نہایت ضروری اور قابل ذکر یہ بات ہے کہ جس حالت میں دونوں فریق مرنے والے اور دُنیا کو چھوڑنے والے ہیں تو پھر اگر باقاعدہ بحث کرکے اظہار حق نہ کریں تو اپنے نفسوں اور دُوسروں پر ظلم کرتے ہیں۔ اَب مَیں دیکھتا ہوں کہ جنڈیالہ کے مسلمانوں کا ہم سے کچھ زیادہ حق نہیں۔ بلکہ جس حالت میں خداوند کریم اور رحیم نے اِس عاجز کو اِنھیں کاموں کے لئے بھیجا ہے۔ تو ایک سخت گناہ ہوگا کہ ایسے موقعہ پر خاموش رہوں۔ اس لئے مَیں آپ لوگوں کو اطلاع دیتا ہوں کہ اس کام کے لئے مَیں ہی حاضر ہوں۔ یہ تو ظاہر ہے کہ فریقین کا یہ دعویٰ ہے کہ اُن کو اپنا اپنا مذہب بہت سے نشانوں کے ساتھ خدا تعالیٰ سے ملا ہے۔ اور یہ بھی فریقین کو اقرار ہے کہ زندہ مذہب وہی ہوسکتا ہے کہ جن دلائل پر اس کی صحت کی بنیاد ہے۔ وُہ دلائل بطور قصّہ کے نہ ہوں بلکہ

دلائل ہی کے رنگ میں اَب بھی موجود اور نمایاں ہوں۔ مثلاً اگر کسی کتاب میں بیان کیا گیا ہو کہ فلاں نبی نے بطور معجزہ ایسے ایسے بیماروں کو اچھا کیا تھا۔ تو یہ اور اس قسم کے اور امور اس زمانہ کے لوگوں کے لئے ایک قطعی اور یقینی دلیل نہیں ٹھہر سکتی۔ بلکہ ایک خبر ہے جو منکر کی نظر میں صدق اور کذب دونوں کا احتمال رکھتی ہے۔ بلکہ منکر ایسی خبروں کو صرف ایک قصّہ سمجھیگا۔ اسی وجہ سے یورپ کے فلاسفر مسیح کے معجزات سے جو انجیل میں مندرج ہیں۔ کچھ بھی فائدہ نہیں اُٹھا سکتے بلکہ اسپر قہقہ مار کر ہنستے ہیں۔ پس جبکہ یہ بات ہے تو یہ نہایت آسان مناظرہ ہے اور وُہ یہ ہے کہ اہل اسلام کا کوئی فرد اس تعلیم اور علامات کے موافق جو کامل مسلمان ہونے کے لئے قرآن کریم میں موجود ہیں۔ اپنے نفس کو ثابت کرے اور اگر نہ کر سکے تو دروغگو ہے نہ مسلمان۔ اور ایسا ہی عیسائی صاحبوں میں سے ایک فرد اس تعلیم اور علامات کے موافق جو انجیل شریف میں موجود ہیں۔ اپنے نفس کو ثابت کر کے دکھلائے۔ اور اگر وُہ ثابت نہ کر سکے تو وُہ دروغگو ہے نہ عیسائی۔ جس حالت میں دونوں فریق کا یہ دعوٰی ہے کہ جس نُور کو اُن کے انبیاء لائے تھے وُہ نُور فقط لازمی نہیں تھا بلکہ متعدی تھا۔ تو پھر جس مذہب میں یہ نُور متعدی ثابت ہوگا اسی کی نسبت عقل تجویز کرے گی کہ یہی مذہب زندہ اور سچّا ہے۔ کیونکہ اگر ہم ایک مذہب کے ذریعہ سے وُہ زندگی اور پاک نُور معہ اس کی تمام علامتوں کے حاصل نہیں کر سکتے جو اس کی نسبت بیان کیا جاتا ہے۔ تو ایسا مذہب بجز لاف گزاف کے زیادہ نہیں۔ اگر ہم فرض کرلیں کہ کوئی نبی پاک تھا مگر ہم میں سے کسی کو بھی پاک نہیں کر سکتا۔ اور صاحبِ خوارق تھا مگر کسی کو صاحبِ خوارق نہیں بنا سکتا اور الہام یافتہ تھا مگر ہم میں سے کسی کو مُلہم نہیں بنا سکتا۔ تو ایسے نبی سے ہمیں کیا فائدہ۔ مگر الحمد للہ والمنۃ کہ ہمارا سیّد و رسول خاتم الانبیاء محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم ایسا نہیں تھا۔ اُس نے ایک جہان کو وُہ نُور حسب مراتب استعداد بخشا کہ جو اُسکو ملا تھا۔ اور اپنے نورانی نشانوں سے وُہ شناخت کیا گیا۔ وُہ ہمیشہ کیلئے نُور تھا جو بھیجا گیا۔ اور اُس سے پہلے کوئی ہمیشہ

کیلئے نُور نہیں آیا۔ اگر وُہ نہ آتا اور نہ اُس نے بتلایا ہوتا تو حضرت مسیح کے نبی ہونے پر ہمارے پاس کوئی دلیل نہیں تھی۔ کیونکہ اُس کا مذہب مرگیا اور اُس کا نُور بے نشان ہوگیا اور کوئی وارث نہ رہا۔ جو اسکو کچھ نُور دیا گیا ہو۔ اَب دُنیا میں زندہ مذہب صرف اسلام ہے۔ اور اِس عاجز نے اپنے ذاتی تجارب سے دیکھ لیا اور پرکھ لیا کہ دونوں قسم کے نُور اسلام اور قرآن میں اَب بھی ایسے ہی تازہ بتازہ موجود ہیں جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت موجود تھے اور ہم انکے دِکھلانے کیلئے ذمہ دار ہیں۔ اگر کسی کو مقابلہ کی طاقت ہے تو ہم سے خط وکتابت کرے۔ وَالسَّلامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی۔

بالآخر یہ بھی واضح رہے کہ اِس عاجز کے مقابلہ پر جو صاحب کھڑے ہوں وُہ کوئی بزرگ نامی اور معزز انگریز پادری صاحبوں میں سے ہونے چاہئیں۔ کیونکہ جو بات اس مقابلہ اور مباحثہ سے مقصود ہے اور جس کا اثر عوام پر ڈالنا مدِّنظر ہے وُہ اسی امر پر موقوف ہے کہ فریقین اپنی اپنی قوم کے خواص میں سے ہوں۔ ہاں بطور تنزّل اور اتمام حُجّت مجھے یہ بھی منظور ہے کہ اِس مقابلہ کیلئے پادری عماد الدین صاحب یا پادری ٹھاکر داس صاحب یا مسٹر عبداللہ آتھم صاحب عیسائیوں کیطرف سے منتخب ہوں۔ اور پھر اُنکے اسماء کسی اخبار کے ذریعہ سے شائع کرکے ایک پرچہ اِس عاجز کیطرف بھی بھیجا جائے۔ اور اسکے بھیجنے کے بعد یہ عاجز بھی اپنے مقابلہ کا اشتہار دیدیگا۔ اور ایک پرچہ صاحبِ مقابلہ کیطرف بھیجدیگا۔ مگر واضح رہے کہ یُوں تو ایک مدّت دراز سے مسلمانوں اور عیسائیوں کا جھگڑا چلا آتا ہے اور تب سے مباحثات ہوئے اور فریقین کیطرف سے بکثرت کتابیں لکھی گئیں اور درحقیقت علمائے اسلام نے تمامتر صفائی سے ثابت کردیا کہ جو کچھ قرآن کریم پر اعتراض کئے گئے ہیں وُہ دُوسرے رنگ میں توریت پر اعتراض ہیں۔ اور جو کچھ ہمارے نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کی شان میں نکتہ چینی ہُوئی۔ وُہ دُوسرے پیرایہ میں تمام انبیاء کی شان میں نکتہ چینی ہے جس سے حضرت مسیح بھی باہر نہیں۔ بلکہ ایسی نکتہ چینیوں کی بنا پر خُدا تعالیٰ بھی موردِ اعتراض ٹھہرتا ہے۔ سو یہ بحث زندہ مذہب یا مُردہ مذہب کی تنقیح کے بارہ میں ہوگی۔ اور دیکھا جاویگا کہ جن رُوحانی علامات کا مذہب اور کتاب نے

دعویٰ کیا ہے وُہ اب بھی اِس میں پائی جاتی ہیں کہ نہیں۔ اور مناسب ہوگا کہ مقامِ بحث لاہور یا امرتسر مقرر ہو اور فریقین کے علماء کے مجمع میں یہ بحث ہو۔

خاکسار

مرزا غلام احمدؐ از قادیان ضلع گورداسپور

امرتسر میڈیکل مشن - ۱۸- اپریل ۱۸۹۳ء

جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی سلامت

تسلیم۔ عنایت نامہ آں صاحب کا وارد ہُوا۔ بعد مطالعہ طبیعت شاد ہوئی۔ خاص اِس بات سے کہ جنڈیالہ کے اہلِ اسلام کو آپ جیسے لائق و فائق ملے۔ لیکن چونکہ ہمارا دعویٰ نہ آپ سے پر جنڈیالہ کے محمدیوں سے ہے۔ ہم آپ کی دعوت قبول کرنے میں قاصر ہیں۔ اُن کی طرف ہم نے خط لکھا ہُوا ہے اور تاحال جواب کے منتظر ہیں۔ اگر اُن کی مدد آپکو قبول ہے تو مناسب باقاعدہ طریقہ تو یہ ہے کہ آپ خود انہیں خطوط لکھیں۔ جو آپ کے ارادے مہربانی کے ہیں اُنپر ظاہر کریں۔ اگر وُہ آپ کو تسلیم کر کے اِس جنگ مقدس کیلئے اپنی طرف سے پیش کریں تو ہمارا کچھ عذر نہیں بلکہ عین خوشی ہے۔ چونکہ آپ روشن ضمیر و صاحب کار آزمودہ ہیں۔ یہ آپ سے مخفی نہ ہوگا کہ اِس خاص بحث کیلئے آپکو قبول کرنا یا نہ کرنا ہمارا اختیار نہیں بلکہ جنڈیالہ کے اہل اسلام کا۔ لہٰذا انہیں سے آپ فیصلہ کرلیں بعد ازاں ہم بھی حاضر ہیں۔ آپکے اور اُنکے فیصلہ کرنے ہی کی دیر ہی ہے۔ زیادہ سلام

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم

مشفق مہربان پادری صاحب

بعد ما وجب یہ وقت کیا مبارک وقت ہے کہ مَیں آپ کے اِس مقدس جنگ کے لئے طیار ہو

جس کا آپ نے اپنے خط میں ذکر فرمایا ہے۔ اپنے چند عزیز دوست بطور سفیر منتخب کرکے آپکی
خدمت میں روانہ کرتا ہوں اور اُمید رکھتا ہوں کہ اس پاک جنگ کے لئے آپ مجھے مقابلہ پر
منظور فرماوینگے۔ جب آپکا پہلا خط جو جنڈیالہ کے بعض مسلمانوں کے نام تھا مجھ کو ملا۔ اور
مَیں نے یہ عبارتیں پڑھیں کہ کوئی ہے کہ ہمارا مقابلہ کرے۔ تو میری رُوح اُسی وقت بول اُٹھی
کہ ہاں مَیں ہوں جسکے ہاتھ پر خدا تعالیٰ مسلمانوں کو فتح دیگا اور سچائی کو ظاہر کریگا۔ وہ حق جو
مجھ کو ملا ہے اور وُہ آفتاب جس نے ہم میں طلوع کیا ہے وہ اب پوشیدہ رہنا نہیں چاہتا۔
مَیں دیکھتا ہوں کہ اب وُہ زوردار شعاعوں کے ساتھ نکلیگا اور دلوں پر اپنا ہاتھ ڈالیگا اور
اپنی طرف کھینچ لائیگا۔ لیکن اُسکے نکلنے کیلئے کوئی تقریب چاہیئے تھی۔ سو آپ صاحبوں کا
مسلمانوں کو مقابلہ کیلئے بُلانا نہایت مبارک اور نیک تقریب ہے مجھے اُمید نہیں کہ آپ
اِس بات پر ضد کریں کہ ہمیں تو جنڈیالہ کے مسلمانوں سے کام ہے نہ کسی اور سے۔ آپ جانتے
ہیں کہ جنڈیالہ میں کوئی مشہور اور نامی فاضل نہیں اور یہ آپ کی شان سے بھی بعید ہوگا کہ
آپ عوام سے اُلجھتے پھریں۔ اور اِس عاجز کا حال آپ پر مخفی نہیں کہ آپ صاحبوں کے
مقابلہ کے لئے دس برس کا پیاسا ہے اور کئی ہزار خط اُردو و انگریزی اسی پیاس کے
جوش سے آپ جیسے معزز پادری صاحبان کی خدمت میں روانہ کرچکا ہوں۔ اور پھر جب کچھ
جواب نہ آیا تو آخر نا اُمید ہوکر بیٹھ گیا۔ چنانچہ بطور نمونہ ان خطوں میں سے کچھ روانہ بھی
کرتا ہوں۔ تاکہ آپ کو معلوم ہو کہ آپ کی اس توجہ کا اوّل مستحق مَیں ہی ہوں۔ اور سوائے
اس کے اگر میں کاذب ہوں تو ہر ایک سزا بھگتنے کیلئے تیار ہوں۔ پورے دس سال سے
میدان میں کھڑا ہوں۔ جنڈیالہ میں میری دانست میں ایک بھی نہیں جو میدان کا سپاہی
تصور کیا جاوے۔ اِس لئے بادب مکلف ہوں کہ اگر یہ امر مطلوب ہے کہ یہ روز کے
قصے طے ہو جائیں اور جس مذہب کے ساتھ خدا ہے اور جو لوگ سچے خدا پر ایمان لا رہے
ہیں اُنکے کچھ امتیازی انوار ظاہر ہوں تو اس عاجز سے مقابلہ کیا جائے۔ آپ لوگوں کا یہ

ایک بڑا دعویٰ ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام درحقیقت خدا تھے اور وُہی خالق ارض وسما تھے۔ اور ہمارا یہ بیان ہے کہ وُہ سچے نبی ضرور تھے۔ رسُول تھے خدا تعالیٰ کے پیارے تھے۔ مگر خُدا نہیں تھے۔ سو انہیں اُمور کے حقیقی فیصلہ کیلئے یہ مقابلہ ہوگا۔ مجھ کو خدا تعالےٰ نے براہ راست اطلاع دی ہے کہ جس تعلیم کو قرآن لایا ہے وُہی سچائی کی راہ ہے۔ اسی پاک توحید کو ہر یک نبی نے اپنی اُمت تک پہنچایا ہے۔ مگر رفتہ رفتہ لوگ بگڑ گئے۔ اور خدا تعالیٰ کی جگہ انسانوں کو دیدی۔ غرض یہی امر ہے جسپر بحث ہوگی۔ اور مَیں یقین رکھتا ہوں کہ وُہ وقت آگیا ہے کہ خدا تعالیٰ کی غیرت اپنا کام دکھلائے گی۔ اور مَیں اُمید رکھتا ہوں کہ اِس مقابلہ سے ایک دُنیا کیلئے مفید اور اثر انداز نتیجے نکلیں گے۔ اور کچھ تعجب نہیں کہ اب کُل دُنیا یا ایک بڑا بھاری حصہ اس کا ایک ہی مذہب قبول کرلے۔ جو سچا اور زندہ مذہب ہو۔ اور جن کے ساتھ ساتھ خدا تعالیٰ کی مہربانی کا بادل ہو۔ چاہیئے کہ یہ بحث صرف زمین تک محدود نہ رہے بلکہ آسمان بھی اس کے ساتھ شامل ہو۔ اور مقابلہ صرف اِس بات میں ہو کہ رُوحانی زندگی اور آسمانی قبولیت اور روشن ضمیری کس مذہب میں ہے۔ اور مَیں اور میرا مقابل اپنی اپنی کتاب کی تاثیریں اپنے اپنے نفس میں ثابت کریں۔ ہاں اگر یہ چاہیں کہ معقولی طور پر بھی اِن دونوں عقیدوں کا بعد اسکے تصفیہ ہوجائے تو یہ بھی بہتر ہے مگر اس سے پہلے رُوحانی اور آسمانی آزمایش ضرور چاہیئے۔ وَالسَّلَامُ عَلیٰ مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی۔

خاکسار غلام احمد قادیان ضلع گورداسپور ۲۳ اپریل ۱۸۹۳ء

امرتسر (۲۴ اپریل ۱۸۹۳ء) ترجمہ چٹھی ڈاکٹر کلارک صاحب

بخدمت مرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان

جناب من۔ مولوی عبدالکریم صاحب بمعیت معزز سفارت یہاں پہنچے اور مجھے آپکا دستی خط دیا۔ جناب نے جو مسلمانوں کی طرف سے مجھے مقابلہ کیلئے دعوت کی ہے۔ اِس کو مَیں بخوشی قبول کرتا ہوں۔ آپ کی طرف سے مباحثہ اور شرائط ضروریہ کا فیصلہ کرلیا ہے اور

میں یقین کرتا ہوں کہ جناب کو بھی وہ انتظام اور شرائط منظور ہونگے۔ اِس لئے مہربانی کرکے اپنی فرصت میں مجھے اطلاع بخشیں کہ آپ ان شرائط کو قبول کرتے ہیں یا نہیں۔

آپ کا تابعدار:۔ ایچ مارٹن کلارک ایم۔ ڈی سی ایم (اڈنبرا) ایم۔ آر۔ اے ایس سی ایم۔ ایس

شرائط اِنتظام مباحثہ قرار یافتہ مابین عیسائیاں و مسلمانان

(ترجمہ از انگریزی)

ا۔ یہ مباحثہ امرتسر میں ہوگا۔ ۲۔ ہر ایک جانب میں صرف پچاس اشخاص حاضر ہونگے۔ پچاس ٹکٹ مرزا غلام احمد صاحب عیسائیوں کو دینگے اور پچاس ٹکٹ ڈاکٹر کلارک صاحب مرزا صاحب کو مسلمانوں کیلئے دینگے۔ عیسائیوں کے ٹکٹ مسلمان جمع کرینگے اور مسلمانوں کے عیسائی۔ ۳۔ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسلمانوں کیطرف سے اور ڈپٹی عبد اللہ آتھم خاں صاحب عیسائیوں کیطرف سے مقابلہ میں آئینگے۔ ۴۔ سوائے اِن صاحبوں کے اور کسی صاحب کو بولنے کی اجازت نہ ہوگی۔ ہاں یہ صاحب تین شخصوں کو بطور معاون منتخب کرسکتے ہیں مگر انکو بولنے کا اختیار نہ ہوگا۔ ۵۔ مخالف جانب صحیح صحیح نوٹ بغرض اشاعت لیتے رہینگے۔ ۶۔ کوئی صاحب کسی جانب سے ایک گھنٹہ سے زیادہ نہ بول سکینگے۔ ۷۔ انتظامی معاملات میں صدر انجمن کا فیصلہ ناطق مانا جائیگا۔ ۸۔ دو صدر انجمن ہونگے یعنی ایک ایک ہر طرف سے جو اُس وقت مقرر کئے جائینگے۔ ۹۔ جائے مباحثہ کا تقرر ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک صاحب کے اختیار میں ہوگا۔ ۱۰۔ وقت مباحثہ ۶ بجے صبح سے ۱۱ بجے صبح تک ہوگا۔ ۱۱۔ کل وقت مباحثہ دو زمانوں پر منقسم ہوگا۔ (ا) ۶ دن یعنی روز پیر مئی ۲۲ سے ۲۷ مئی تک ہوگا۔ اور اس وقت میں مرزا صاحب کو اختیار ہوگا کہ اپنا یہ دعویٰ پیش کریں کہ ہر ایک مذہب کی صداقت زندہ نشانات سے ثابت کرنی چاہیئے جیسے کہ انہوں نے اپنی چٹھی ۴ اپریل ۱۸۹۳ء موسومہ ڈاکٹر کلارک صاحب میں ظاہر کیا ہے۔ ۱۲۔ پھر دوسرا سوال اُٹھایا جائیگا۔ پہلے مسئلہ الوہیت مسیح پر

اور پھر مرزا صاحب کو اختیار ہوگا کہ کوئی اور سوال جو چاہیں پیش کریں مگر چھ دن کے اندر اندر۔ ۱۳۔ دُوسرا زمانہ بھی ۶ دن کا ہوگا۔ یعنی مئی ۲۹ سے جون ۳ تک۔ (اگر اس قدر ضرورت ہوئی) اس زمانہ میں مسٹر عبداللہ آتھم خاں صاحب کو اختیار ہوگا کہ اپنے سوالات بہ تفصیل ذیل پیش کریں:۔

(اٗ) رحم بلا مبادلہ (بٗ) جبر اور قدر

(جٗ) ایمان بالجبیر (دٗ) قرآن کے خدائی کلام ہونے کا ثبوت

(ہٗ) اس بات کا ثبوت کہ محمد صاحب (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) رسول اللہ ہیں۔ وُہ اور سوال بھی کر سکتے ہیں۔ بشرطیکہ ۶ دن سے زیادہ نہ ہو جائے۔

(۱۴) ٹکٹ ۱۵ مئی تک جاری ہو جانے چاہئیں۔ وُہ ٹکٹ مفصلہ ذیل نمونہ کے ہوں گے۔

(۱۵) عیسائیوں اور ڈپٹی عبداللہ آتھم خاں صاحب کی طرف سے یہ قواعد واجب الاطاعت اور یہ صحیح تحریر مانی گئی۔

"بطور شہادت مَیں (جس کے دستخط نیچے درج ہیں) مسٹر عبداللہ آتھم خاں صاحب کی طرف سے دستخط کرتا ہوں اور مذکورہ بالا شرائط میں سے کسی شرط کا توڑنا فریق توڑنے والے کی طرف سے ایک اقرار گریز خیال کیا جائے گا۔"

(۱۶) تقریروں پر صاحبان صدر اور تقریر کنندگان اپنے اپنے دستخط ان کی صحت کے ثبوت میں ثبت کریں گے۔

دستخط

ہنری کلارک ایم۔ ڈی وغیرہ

امرتسر۔ اپریل ۲۴ ۱۸۹۳ء

نمونہ ٹکٹ	نمونہ ٹکٹ
مباحثہ مابین ڈپٹی عبداللہ آتھم خانصاحب	مباحثہ مابین ڈپٹی عبداللہ آتھم خانصاحب
امرتسری اور مرزا غلام احمد صاحب قادیانی	امرتسری اور مرزا غلام احمد صاحب قادیانی
ٹکٹ داخلہ عیسائیوں کے لئے	ٹکٹ داخلہ فریق مسلمانوں کے لئے
داخل کرو . . . . کو	داخل کرو . . . . کو
نمبر . . . دستخط مرزا صاحب	نمبر . . . دستخط ڈاکٹر کلارک صاحب
	امرتسر ۲۴-۴-۱۸۹۳ء

رجسٹرڈ خط جو ۲۵ اپریل کو پادری صاحب کے ۲۴ اپریل کے خط کے جواب میں بھیجا گیا

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مشفق مہربان پادری صاحب سلامت

بعد ما وجب میں نے آپکی چٹھی کو اوّل سے آخر تک سُنا۔ مَیں ان تمام شرائط کو منظور کرتا ہوں جنپر آپکے اور میرے دوستوں کے دستخط ہو چکے ہیں۔ لیکن سب سے پہلے یہ بات تصفیہ پا جانی چاہیئے کہ اس مباحثہ اور مقابلہ سے علّت غائی کیا ہے۔ کیا یہ انہیں معمولی مباحثات کی طرح ایک مباحثہ ہوگا جو سالہائے دراز سے عیسائیوں اور مسلمانوں میں پنجاب اور ہندوستان میں ہو رہے ہیں جن کا ماحصل یہ ہے کہ مسلمان تو اپنے خیال میں یہ یقین رکھتے ہیں کہ ہم نے عیسائیوں کو ہر ایک بات میں شکست دی ہے اور عیسائی اپنے گھر میں یہ باتیں کرتے ہیں کہ مسلمان لاجواب ہو گئے ہیں۔ اگر اسی قدر ہے تو یہ بالکل بے فائدہ اور تحصیل حاصل ہے۔ اور بجز اس بات کے اس کا آخری نتیجہ کچھ نظر نہیں آتا۔ کہ چند روز بحث مباحثہ کا شور و غوغا ہو کر پھر ہر یک فضول گو کو اپنی ہی طرف کا غلبہ ثابت کرنے کیلئے باتیں بنانے کا موقعہ ملتا رہے۔ مگر مَیں یہ چاہتا ہوں کہ حق کُھل جائے۔ اور ایک دُنیا کو سچائی نظر آجائے۔ اگر فی الحقیقت حضرت مسیح علیہ السلام خدا ہی ہیں۔ اور وُہی ربّ العالمین اور خالق السمٰوات والارض ہے۔ تو بے شک ہم لوگ کافر کیا اکفر ہیں۔ اور بے شک اِس صورت میں دین اسلام حق پر نہیں ہے۔ لیکن اگر حضرت

مسیح علیہ السلام صرف ایک بندہ خدا تعالیٰ کا نبی اور مخلوقیت کی تمام کمزوریاں اپنے اندر رکھتا ہے تو پھر یہ عیسائی صاحبوں کا ظلم عظیم اور کفر کبیر ہے کہ ایک عاجز بندہ کو خدا بنا رہے ہیں۔ اور اس حالت میں قرآن کے کلام اللہ ہونے میں اس سے بڑھ کر اور کوئی عمدہ دلیل نہیں کہ اس نے نابود شدہ توحید کو پھر قائم کیا۔ اور جو اصلاح ایک سچی کتاب کو کرنی چاہیئے تھی وہ کر دکھائی۔ اور ایسے وقت میں آیا جس وقت میں اُسکے آنے کی ضرورت تھی۔ یُوں تو یہ مسئلہ بہت ہی صاف تھا کہ خدا کیا ہے اور اسکی صفات کیسی ہونی چاہیئے۔ مگر چونکہ اب عیسائی صاحبوں کو یہ مسئلہ سمجھ میں نہیں آتا اور معقولی و منقولی بحثوں نے اس ملک ہندوستان میں کچھ ایسا انکو فائدہ نہیں بخشا اسلئے ضرور ہوا کہ اب طرز بحث بدل لی جائے۔ سو میری دانست میں اس سے انسب طریق اور کوئی نہیں کہ ایک رُوحانی مقابلہ مباہلہ کے طور پر کیا جائے۔ اور وُہ یہ کہ اوّل سے اسی طرح ہر چھ دن تک مباحثہ ہو جس مباحثہ کو میرے دوست قبول کر چکے ہیں اور پھر ساتویں دن مباہلہ ہو اور فریقین مباہلہ میں یہ دُعا کریں مثلاً فریق عیسائی یہ کہے کہ وُہ عیسیٰ مسیح ناصری جس پر میں ایمان لاتا ہوں وُہی خدا ہے اور قرآن انسان کا افترا ہے خدا تعالیٰ کی کتاب نہیں۔ اور اگر مَیں اس بات میں سچا نہیں تو میرے پر ایک سال کے اندر کوئی ایسا عذاب نازل ہو جس سے میری رسوائی ظاہر ہو جائے۔ اور ایسا ہی یہ عاجز دُعا کریگا کہ اے کامل اور بزرگ خدا مَیں جانتا ہوں کہ درحقیقت عیسےٰ مسیح ناصری تیرا بندہ اور تیرا رسول ہے خدا ہرگز نہیں اور قرآن کریم تیری پاک کتاب اور محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم تیرا پیارا اور برگزیدہ رسول ہے۔ اور اگر مَیں اس بات میں سچا نہیں تو میرے پر ایک سال کے اندر کوئی ایسا عذاب نازل کر جس سے میری رسوائی ظاہر ہو جائے۔ اور اے خدا میری رسوائی کیلئے یہ بات کافی ہوگی کہ ایک برس کے اندر تیری طرف سے میری تائید میں کوئی ایسا نشان ظاہر نہ ہو جسکے مقابلہ سے تمام مخالف عاجز رہیں۔ اور واجب ہوگا کہ فریقین کے دستخط سے یہ تحریر چند اخبار میں شائع ہو جائے کہ جو شخص ایک سال کے اندر موردِ غضب الٰہی ثابت ہو جائے اور یا یہ کہ ایک فریق کی تائید میں کچھ ایسے نشان آسمانی ظاہر ہوں کہ دُوسرے فریق کی تائید میں ظاہر و ثابت نہ ہو سکیں تو ایسی صورت میں فریق مغلوب یا تو فریق غالب کا مذہب اختیار کرے اور یا اپنی کُل جائداد کا نصف حصہ اس مذہب کی تائید کے لئے فریق غالب کو دیدے جس کی سچائی ثابت ہو ✦

خاکسار
مرزا غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور